اقوال زریں

- زیادہ قسمیں کھانے والا زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔
- زیادہ گفتگو سوچ وفکر کو مردہ کردیتی ہے۔
- انسان زبان کے پردے میں چھپا ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

ہند-بنگلہ تعلقات

مودی

دورِ حکومت میں ہندوستان کی خارجہ پالیسی کئی نگین چیلنجز سے گزر رہی ہے۔ دنیا بھر میں ہونے والی جنگ، آپسی جنگ اور جنگ و جدل کے درمیان ہندوستان خود کو بہتر پوزیشن پر لانے کی کوشش ضرور کررہا ہے مگر اس کا میابی کی وہ شرح نہیں ہے جو اس سے قبل کے وزرائے اعظم کے ادوار میں دیکھی جاچکی ہیں۔ پڑوسی پہلے' کا وظیفہ پڑھنے کے باوجود نیپال اور سری لنکا جیسے ممالک سے ہمارے تعلقات میں گرم جوشی کم ہورہی ہے۔ پاکستان سے رشتہ کا ذکر ہی بے جا ہے اور چین ہمارا دشمن ہی ٹھہرا۔ میانمار اور بھوٹان سے تعلقات بے فیض اور بوجھ بن رہے ہیں تو مالدیپ سے کڑوز پڑ رہے رشتے سرخیوں میں ہیں۔ ایک بچ جاتا ہے پاکستان کی طرح ہماری داخلی سیاست کا مرکز بنے والا بنگلہ دیش۔ ہندوستان کے ساتھ دنیا کی پانچویں طویل ترین سرحد شیئر کرنے والا یہ ملک ہماری تجارتی اور تذویراتی ضرورتوں کیلئے ناگزیر حیثیت رکھتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انتخابی سیاست میں بنگلہ دیشی دراندازی کو اہم ترین موضوع بنانے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کو متہم اور بدنام کرکے ووٹ حاصل کرنے کے باوجود اس کے ساتھ رشتوں کی ڈور مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

ہندوستان پر دھیرے دھیرے انحصار کم کررہے بنگلہ دیش کی خاتون وزیر اعظم شیخ حسینہ کو مودی-3 میں ہندوستان کے پہلے سرکاری مہمان کا درجہ حاصل ہوا۔ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ دونوں کے دورہ پر ہندوستان پہنچی تھیں۔ ان کا یہ دورہ کئی لحاظ سے ہندوستان اور بنگلہ دیش دونوں کیلئے اہم اور تاریخی کہا جاسکتا ہے کیوں کہ دونوں ممالک کے درمیان طے پانے والے معاہدوں نے نہ صرف دوطرفہ تعلقات کو ایک نئی جہت دی ہے بلکہ سفارتی سطح پر بھی تعلقات کو ایک نئی سمت دی ہے۔ دونوں ممالک نے کئی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جن میں بحری تعاون اور بحری معیشت، سمندری سائنس میں تعاون، ماہی گیری میں تعاون، ریلوے رابطہ، ڈیزاسٹر مینجمنٹ میں تعاون شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہندوستان آنے والے بنگلہ دیش کے شہریوں کیلئے ای میڈیکل ویزا کی سہولت شروع کیے جانے پر دونوں نے رضامندی ظاہر کی ہے۔ نیز ہندوستان رنگ پور، بنگلہ دیش میں ایک نیا قونصل خانہ بھی کھولے گا تاکہ اس ملک کے شمال مغربی علاقے کے لوگوں کیلئے خدمات کی سہولت فراہم کی جاسکے۔ اگر دیکھا جائے تو وزیر اعظم نریندر مودی اور بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ کے درمیان دوطرفہ ملاقات اس لحاظ سے بھی تاریخی رہی ہے کہ دونوں رہنماؤں نے باہمی تعاون کے طویل مدتی ایجنڈے کو حتمی شکل دی ہے۔ میٹنگ کے بعد ہندوستان اور بنگلہ دیش کی جانب سے 'مستقبل کیلئے مشترکہ نقطۂ نظر' کے عنوان سے ایک دستاویز جاری کیا گیا۔ اس میں جہاں ہندوستان نے بنگلہ دیش کے کئی مطالبات تسلیم کرلیے ہیں، وہیں بنگلہ دیش نے بھی اپنے پڑوسی ملک کے مفادات کو ہر نظر رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ دونوں ممالک نے طویل المدتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے دفاعی تعاون کی پالیسی بنانے کی بات کی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو دونوں ملکوں کے تعلقات میں کچھ تلخی آئی ہے تو اس کی وجہ تیستا آبی معاہدہ ہے۔ تیستا کو لگا کی ایک معاون ندی ہے اور بنگال اور بنگلہ دیش سے گزرنے سے پہلے سکم میں شروع ہوتی ہے۔ ہندوستان کے پاس دریا کے 55 فیصد پانی ہے اور بنگلہ دیش پہلے سے ملنے والے پانی سے زیادہ بڑا حصہ چاہتا رہا ہے۔ اس ندی کے سلسلے میں معاہدہ میں ہندوستان کو کافی سفارتی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تیستا ندی کے پانی کے بٹوارے کے سلسلے میں دونوں ملکوں کے درمیان کئی ادوار کی میٹنگ ہوئی تھی جو نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی تو دوسری جانب اس سے مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی بھی ناراض ہوگئی تھیں۔ انہیں شکایت تھی کہ مغربی بنگال اس معاہدہ میں ایک فریق ہے لیکن اسے ان میٹنگوں میں شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی معاہدہ کے وقت مغربی بنگال کی رائے لی گئی۔ تاہم ممتا بنرجی کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر دریائے تیستا کے حوالے سے ہندوستان نے بنگلہ دیش کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے، اسے ہندوستان کی ایک بڑی کامیابی ضرور کہا جاسکتا ہے کیوں کہ تیستا معاہدہ سے ہندوستان کے دیرینہ مخالف بھین کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔ عرصے سے چین دریائے تیستا کے بہانے بنگلہ دیش کی طرف سے بھی ہندوستان کو گھیرے میں لینے کی تیاری کررہا تھا۔ اسے میں اس معاہدہ نے چین کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ دریائے تیستا کے حوالے سے طے پانے والے معاہدے کے تحت ہندوستان اب اس دریا کے تحفظ اور انتظام میں برابر کا ردار ادا کرنے جارہا ہے۔ اس سے نہ صرف بنگلہ دیش کو فائدہ حاصل ہوگا بلکہ ہندوستان کو تجارت کیلئے ایک بڑی گزرگاہ ملنے کے ساتھ ساتھ اسے سیاسی اور تذویراتی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

تاریخی، سماجی اور ثقافتی حوالوں سے ہندوستان اور بنگلہ دیش کے مفادات مشترک ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات میں کھلے پن، مشترکہ اعتماد، تعاون اور باہمی احترام جیسے اصولوں کی پاسداری کی جائے اور اعتماد کا رشتہ مستحکم کیا جائے۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے تازہ معاہدہ اس سمت میں اہم کردار ادا کرنے والے ہیں، اسے ہند-بنگلہ تعلقات کے نئے سنہرے دور کا آغاز بھی کہا جاسکتا ہے۔

edit2sahara@gmail.com

تعلیمی نظام میں کرپشن اور 'وشوگرو' بننے کا ہدف

صبیح احمد

نیٹ-یوجی تنازع سے متعلق عرضی پر سماعت کرتے ہوئے سپریم کورٹ کا کہنا تھا کہ اگر کسی کی طرف سے 0.001 فیصد بھی لاپروائی ہوئی ہے تو اس سے پوری طرح نمٹنا جانا چاہیے۔ بچوں نے امتحان کی تیاری کی ہے، ہم ان کی محنت کو نہیں بھول سکتے ہیں۔ سی جے نے حکومت اور این ٹی اے (نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی) سے یہ بھی کہا کہ تصور کریں کہ جو خفیہ نظام کو دھوکہ دے کر ڈاکٹر بن جاتا ہے، وہ معاشرے کے لیے اور بھی خطرناک ہوجاتا ہے۔ 2015 میں سپریم کورٹ نے ایسا ہی تبصرہ کرتے آل انڈیا پری میڈیکل ٹسٹ (اے آئی پی ایم ٹی) کے امتحان کو منسوخ کردیا تھا۔ حالانکہ سپریم کورٹ کا یہ تبصرہ معاملے کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے، لیکن اس کا اندازہ کوئی بھی لگا سکتا ہے کہ دھوکہ دہی سے ڈاکٹر بننے والے شخص کے ہاتھوں میں کتنے معصوم لوگوں کی جانیں داؤ پر لگ جاتی ہیں۔ اور یہ معاملہ صرف آج کا نیٹ-یوجی تنازع سے جڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ یہ ایک سلسلہ ہے، جو نہ جانے کب سے جاری ہے اور سماج کا کوئی بھی شعبہ شاید ہی اس سے اچھوتا ہو گا۔ حکومت کے کم وبیش تمام شعبوں اور محکموں اور پبلک سیکٹر کے اداروں میں دھوکہ دہی بکرو فریب اور بدعنوانی اُدھر کے اعلیٰ عہدوں پر بے شمار لوگ بیٹھے ہوں گے، وہ سماج کے لیے کتنے خطرناک ہوں گے، یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دراصل یہ سماج کے لیے ناسور ہیں۔

وزیر اعظم گزشتہ ہفتہ ایک نئے کیمپس کا افتتاح کرنے کے لیے ناندیڑ میں تھے اور انہوں نے ہندوستان کو پہلے کی طرح بھیجنے کا سرچشمہ بنانے کے اپنے 'مشن' کے بارے میں ایک بہترین تقریر کی۔ ایسا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اعلیٰ علم، مہارت، تعلیم، ادب، شاعر، مورخ اور مفکرین کو سوچنے، بولنے اور لکھنے کی مکمل آزادی نہیں دی جاتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ ان کی حکومت غیر دوستانہ نظریہ رکھنے والے غیر ملکی نامہ نگاروں کو معمول کے مطابق نکال دیتی ہے۔ تاہم ان کا 'مشن کیسے پورا ہوگا؟ اگر افسران اور سیاستداں چوکس اور سفاک سوچ والے پولیس والوں کی طرح کام کریں گے تو ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دانش وہمارت نہیں پنپ سکتی۔ دریں اثنا ہماری نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی سے روزانہ نکل کر باہر آنے والی سرزن کو ایک موقع میں تبدیل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اگر مرکز بن جائے جیسا کہ یہ قدیم زمانے میں تھا۔ جب وزیر تعلیم اس بدعنوانی سے نہ بچ سکے ہوں گے جو ہم ابھی قومی امتحان نظام میں دیکھ رہے ہیں، تو انہیں اس امکان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ ہمارے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو وہ خودمختاری دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی نظام میں سرزن 'گنہ گاروں' کے درمیان ہی پنپ رہی ہے، جس نے بھی دیہی سرکاری اسکولوں کا دورہ کیا ہے، وہ اس کی تصدیق کرسکتا ہے۔ یہ کچھ سے بالاتر ہے کہ وزیر اعظم مودی نے نو جوان ہندوستان کو دوبارہ 'وشوگرو' بنانے کے 'مشن' کی بات کرتے رہتے ہیں۔ بی جے پی کے 'ریوڑ اقتدار' راستوں میں سرکاری اسکولوں کو بہتر بنانے کے لیے اپنے وزرائے اعلیٰ پر زور دینے کی زحمت کیوں نہیں کی۔ ان میں سے بیشتر اسکول اس قدر خراب ہیں کہ غریب ترین والدین بھی تمام مجبوریوں کے باوجود اپنے بچوں کو اس امید کے ساتھ پرائیویٹ اسکولوں میں بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ کم از کم گنوار پرستا نہ کیوں کے۔

> **لوگوں کی متنوع فطرت اور متنوع مذہب ہونے کے باوجود ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے پیچیدہ جمہوریت کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ ہندوستان اپنی پیچیدگیوں کے ساتھ مشکل حالات میں ترقی کررہا ہے۔ وزیر اعظم مودی نے اگلے 25 سالوں میں ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک اور 'وشوگرو' بنانے کا ہدف طے کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان میں تعلیمی نظام پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کا سب سے بڑا اثاثہ ثابت ہوا ہے۔**

دستک

ہندوستان دنیا کی 10 تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں شامل ہے لیکن پھر بھی یہاں دنیا کے ایک تہائی ناخواندہ ہیں۔ 18 سال سے کم عمر کی اپنی 40 فیصد آبادی کے ساتھ ہندوستان اب بھی اپنے شہریوں، خاص طور پر غریبوں کو تعلیم دینے میں ناکام رہا ہے۔ ایک غلط معیشت ہونے کے ناطے ہندوستان میں تعلیم کے شعبے میں اب بھی تکنیکی مداخلت کی ضرورت ہے کیونکہ منافع کے مقصد سے چلنے والا تعلیمی نظام عوام کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن ہندوستان میں سرکاری اسکولوں کی حالت قابل رحم ہے۔ گنتی کی کچھ ریاستوں کو چھوڑ کر ہندوستان کی زیادہ تر ریاستوں کے تعلیمی اداروں شاذ ہی تھے۔ حالانکہ اسکولوں میں پہلے سے کہیں زیادہ بچے ہیں، لیکن سرکاری اسکولوں کا معیار تجربہ تکنیکی طور پر نچلی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ ان اسکولوں میں عام طور پر غریب ترین خاندانوں کے بچے آتے ہیں جو اپنے بچوں کو متمول خاندانوں کی طرح کسی اور جگہ پرائیویٹ اسکولوں میں بھیجنے کے متحمل نہیں ہوتے۔ اگرچہ اسکولوں میں جانے والے بچوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے، لیکن وہ بنیادی سہولیات تک سے محروم ہیں۔ بچوں کی حالت زار پر متعلقہ حکام کا رویہ ناروا، لاتعلق اور غیر انسانی ہے اور لگتا ہے کہ لاکھوں بچوں کے تئیں، نظام ذمہ داری اور فرض شناسی سے محروم ہو چکے ہیں۔

پرائیویٹ بمقابلہ سرکاری اسکولوں کی بحث کوئی نئی بات نہیں ہے، جس میں حق تعلیم (آر ٹی ای) کے نفاذ کے بعد مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت پرائیویٹ اور گورنمنٹ اسکولوں کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا ہے۔ پرائیویٹ اسکولوں کے گلیمر اور بھاری فیسوں پر غور کرنا اور ان کا سرکاری اسکولوں سے موازنہ کرنا فضول ہے۔ کیرالا اور کرناٹک کے تمام سرکاری اسکول بھی کافی بہتر ہیں۔ مدھیہ پردیش میں سی ایم رائز اسکول اور چھتیس گڑھ میں سوامی آتمانند انگلش میڈیم اسکول جیسے تعلیمی اداروں کے آغاز کے ساتھ سرکاری اسکولوں کی طرف لوگوں کا رجحان دوبارہ بڑھ گیا ہے۔ اس رجحان کو نہ صرف برقرار رکھنا ہے بلکہ آگے بھی لے جانا بھی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ سرکاری اسکولوں میں داخلے میں اضافہ کے ساتھ ہی والدین کی ٹیشن کی طرف دلچسپی بھی بڑھی ہے۔ لیکن تقابلی طور پر یہ پرائیویٹ اسکولوں سے بہت سستا ثابت ہورہا ہے۔ بلاشبہ سرکاری اسکولوں میں اساتذہ کی تنخواہ اچھی ہوتی ہے، وقتاً فوقتاً انتراج اور تربیتی پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ تدریس کے طریقوں اور معیار میں بہتری کے لیے بہت سے تجربات کیے جارہے ہیں، لیکن سرکاری اساتذہ کا ایک ایسا گستاخ طبقہ بھی ہے جو پڑھانے کے بجائے دوسرے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ ان اعداد وشمار پر بھی توجہ دینی ہوگی کہ کتنے اساتذہ کلاسوں سے غیر حاضر رہتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو پرائیویٹ بزنس، سیونگ اکاؤنٹ ایجنٹ یا ٹیوٹر بن کر والدین کو متاثر کرکے اضافی آمدنی میں مصروف ہیں۔ کرو الدین کو متاثر کرکے اضافی آمدنی میں مصروف ہیں۔ ہر سال ہی ریاستوں میں سرکاری اساتذہ کو کھوکے کے حساب سے دیگر کاموں میں الجھا دیا جاتا ہے۔ جیسے مردم شماری، مویشیوں کی مردم شماری کے فرائض وغیرہ۔ اس سے تدریس بے حد متاثر ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا دور دراز کے اناؤ، جلد بھاگ جانا اور کلاسوں میں نہ پڑھانا جیسے معاملے بھی اکثر سرخیوں میں آتے ہیں۔ یہ مسائل آسانی سے حل کیے جاسکتے ہیں۔ آج کل کوچنگ اور ٹیوشن کی چلن نے اپنی جڑیں اتنی مضبوط کرلی ہیں کہ اس کے بغیر 'معیاری' تعلیم کا حصول ناممکن سا لگنے لگتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بعض دفعہ والدین کو اسکول میں بچوں کے داخلے کی فکر کم ہوتی ہے لیکن اچھے کوچنگ اور ٹیوشن سینٹروں کی تلاش زیادہ ہوتی ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ کچھ سال قبل ان بچوں کو اسکول کے علاوہ ٹیوشن یا کوچنگ کی سہولت دستیاب کراتے چلتی تھی جنہیں کلاس میں چیزیں ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی تھیں یا جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل کوچنگ اور ٹیوشن جو اُن کو ترقی کا ذریعہ بھی جاتی ہے۔ اس کے بغیر معیاری تعلیم کا حصول تصور سے باہر لگتا ہے۔ اُن کے اُنے کرنے جیسے معاملوں میں ان سینٹروں کا بھی کافی عمل دخل ہے۔ وہ بچوں اور والدین کو راغب کرنے کے لیے ہر طرح کے حربے اپناتے ہیں۔ یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے سینٹر سے کوچنگ کرکے بچے مقابلہ جاتی امتحانات میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے لیے وہ کسی بھی حد تک چلے جاتے ہیں۔

لوگوں کی متنوع فطرت اور متنوع مذہب ہونے کے باوجود ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے پیچیدہ جمہوریت کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ ہندوستان اپنی پیچیدگیوں کے ساتھ مشکل حالات میں ترقی کررہا ہے۔ وزیر اعظم مودی نے اگلے 25 سالوں میں ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک اور 'وشوگرو' بنانے کا ہدف طے کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان میں تعلیمی نظام پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کا سب سے بڑا اثاثہ ثابت ہوا ہے۔

sasalika786@gmail.com

کیا امتحان سے قبل پیپر لیک مسئلے کا کوئی مستقل حل ہے؟

ایم اے کنول جعفری

امتحان جاں طلبا کی تعلیم اور قابلیت کی سوئی ہے، وہیں اس سلسلے میں منعقد ہونے والے حنت ترین مقابلہ جاتی امتحانات میں کامیابی کے بعد نوجوان سرکاری اعلیٰ عہدوں کے لیے منتخب ہوکر ملک کی خدمات انجام دینا چاہتے ہیں۔ یہ طلبا کا وہ خواب ہے، جسے تعلیم کے دوران وہ اور ان کے اہل خانہ شب وروز دیکھتے ہیں۔ جو طلبا اور طالبات کسی وجہ سے یو پی ایس سی، آئی پی ایس، آئی ایس جیسے اعلیٰ عہدوں تک رسائی حاصل کرنے یا میڈیکل کالجوں میں داخلے کے امتحانات این ای ای (نیٹ) میں کامیاب ہونے یا پی ایچ ڈی اور نیلوشپ کی اہلیت کے لیے ہونے والے امتحانات این ای ای (نیٹ) میں پاس نہیں ہوپاتے، وہ دیگر سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری نوکریاں حاصل کرنے پر اکتفا کے باوجود مزید امتحانات دیتے رہتے ہیں۔ ایسے طلبا و طالبات کی تعداد بھی کم نہیں ہے جو صحت، انصاف، انجینئرنگ، بینکنگ، مینٹنگ، زراعت، صنعت، کیمیوٹر سائنس، خلائی سائنس اور جوہری سائنس سمیت سائنس کے دیگر شعبوں میں تیج آزمائی کرتے ہیں۔ اپنا مستقبل خوش گوار بنانے اور اہل خانہ کی کفالت کا جذبہ رکھنے والے طلبا ہدف کے حصول کے لیے رات دن ایک کرکے امتحانات کی تیاری کرتے ہیں۔ لاکھوں طلبا سال سال بھر یاس سے بھی زیادہ وقت کوچنگ کرتے ہیں۔ سخت محنت اور کوچنگ والے طلبا اس وقت ٹھگے رہ جاتے ہیں، جب امتحان کا پیپر لیک ہوجاتا ہے یا عین وقت پر امتحانات منسوخ کردیے جاتے ہیں یا نمبر اسنے زیادہ دے دیے جاتے ہیں کہ عقل حیران ہوجاتی ہے یا بے سبب کریس مارکس دے کر بعد میں واپس لے لیے جاتے ہیں۔

مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیاز طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کررہے امیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے لگتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہورہے ہیں۔ پھر انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہوگیا۔ کہیں کہیں تو طلبا کو سوال و جواب یا قاعدہ طور پر نوائے گئے اور جو کچھ انہوں نے رٹا تھا، وہی سب کچھ امتحان میں آیا۔ نیٹ- یو جی (NEET-UG) سے 24 لاکھ طلبا، یو جی سی - نیٹ (UGC-NET) سے 9 لاکھ طلبا، سی ایس آئی آر - نیٹ (CSIR-NET) سے 2 لاکھ طلبا اور این ای ٹی -پی جی (NEET-PG) سے 2 لاکھ طلبا کا مستقبل جڑا ہے۔ نیٹ- یو جی امتحان میں بدعنوانی اور پیپر لیک کا معاملہ 5 ریاستوں بہار، گجرات، مہاراشٹر، جھارکھنڈ اور اتر پردیش سے سامنے آیا۔ ایک مرکز سے امتحان دینے والے 67 امیدواروں کے 720 میں سے 720 نمبر (صد فیصد) آنے نے بھی کو چونکا دیا۔ بہار سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ امتحان سے ایک روز قبل طلبا کو پیپر کے سوالات اور ان کے جوابات رٹوائے گئے۔ وہی اگلے روز امتحان میں بھی آئے۔ پولیس کو دیے پیپر لیک کے اعترافی بیان میں ملزمان نے 30 لاکھ سے 40 لاکھ روپے تک کی رقم سالور گینگ کو دینے کی بات قبول کی۔ امتحان منسوخ کرنے کے لیے طلبا سڑکوں پر آگئے۔ احتجاج اور مظاہرے شروع ہوگئے۔ سڑکوں پر چیخنے چلّانے کی تو تیاریں تو طلبا کا غصہ بھی ساتویں آسمان پر ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کئی دہائیوں سے طلبا کو کوچنگ کرا رہے بڑے مراکز اپنے طلبا کو ناریوں کی فہرست میں جگہ دلانے میں ناکام رہے، جب کہ تکلیف مافیا موٹی رقم کے عوض متعلق طلبا کو نا پرکی لسٹ میں شامل کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ نیٹ- یو جی امتحان منسوخ نہیں ہوا، لیکن یو جی سی - نیٹ امتحان ہونے کے بعد منسوخ کردیا گیا۔ اسی کے ساتھ یو جی سی- نیٹ، سی ایس آئی آر- نیٹ، این ای ٹی-پی جی کے امتحانات اگلے حکم تک ملتوی کردیے گئے۔ ان کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ اپوزیشن کے شور مچانے پر سرکار نے امتحانات کرانے والے ادارے بیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے ڈائریکٹر جنرل سبودھ کمار کو عہدے سے ہٹا کر ان کی جگہ ریٹائرڈ آئی اے ایس افسر پردیپ سنگھ کھروا کو تعینات کیا ہے۔ پہلے این ٹی اے کو پیمن چیٹ دینے والے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے تسلیم کیا کہ ایجنسی میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اصلاحی اقدام کے لیے اسرو کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر کے رادھاکرشن کی قیادت میں 7 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ دیگر ارکان میں ڈاکٹر رندیپ گلیریا، پروفیسر پی جی راؤ، پروفیسر رام مورتی، پنکج بنسل، پروفیسر آدتیہ متل اور گووند جیسوال شامل ہیں۔ نیٹ- یو جی امتحان پیپر لیک تفتیش کا معاملہ سی بی آئی کو سونپا گیا ہے۔ یہ معاملہ عدالت عظمیٰ میں داخل عرضیوں کے علاوہ طلبا اور اپوزیشن کی جانب سے بھی کیا جا رہا تھا۔ اس بار بہت سی بی آئی نے پہلی ایف آئی آر درج کی ہے۔ طلبا اور اپوزیشن کا دیگر بڑا مطالبہ نیٹ- یو جی امتحان کی منسوخی کا ہے، لیکن اس کے لیے نہ تو حکومت ہی راضی ہے اور نہ ہی سپریم کورٹ کی جانب سے اس سمت میں کوئی پیش رفت کی گئی ہے۔ یہ معاملہ عدالت عظمیٰ کے علاوہ دیگر اعلیٰ عدالتوں میں بھی چل رہا ہے۔ این ٹی اے نے 1563 اُمیدواروں کو گریس مارکس دینے کی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اُن کا دوبارہ امتحان لیا۔ یہ نتیجہ 30 جون کو آئے گا۔ عدالت عظمیٰ کی جانب سے 6 جولائی سے شروع ہونے والی کاؤنسلنگ پر روک نہیں لگانے سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ آگے کی کارروائی میں پیش رفت ہوگی۔ خدشہ یہ بھی ہے کہ اگر امتحان منسوخ کردیا جاتا ہے تو کونسلنگ اور اس کی بنیاد پر ہونے والے سبھی داخلے منسوخ ہو جائیں گے۔ سرکار نے پیپر لیک سے نمٹنے کے لیے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ 21 جون کو جاری نوٹیفکیشن کے مطابق اسے 'عوامی امتحانات (غیر منصفانہ ذرائع کے روک تھام) ایکٹ 2024' نام دیا گیا ہے۔ یہ بل 10 فروری کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے منظور کیا تھا۔ اس کا مقصد ملک بھر میں منعقد ہونے والے عوامی امتحانات اور مشترکہ داخلہ امتحانات میں غیر منصفانہ طریقوں کو روکنا ہے۔ قانون کے تحت امتحانات میں گڑبڑی کرنے پر 3 سے 5 سال کی قید اور 10 لاکھ روپے کے جرمانے کی سزا ہے۔ اتنا ہی نہیں منظم طریقے سے کیے گئے اس جرم کے لیے ایک کروڑ روپے تک کے جرمانے کا التزام ہے۔

ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بڑھی ہے۔ آبادی کا 65 فیصد حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ نوجوانوں کا ایک بڑا حصہ یا تو روزگار کی تلاش میں سرگرداں ہے یا مقابلہ جاتی امتحانات میں قسمت آزمانے میں لگا ہے۔ روزگار کے لیے طلبا اور امتحانات میں طلبا کی صلاحیت رائیگاں جانے سے اُمیدواروں کے خواب بکھر جاتے ہیں۔ کانگریس کی جنرل سکریٹری پریکا گاندھی نے 5 برسوں میں 43 امتحانات کے پیپر لیک ہونے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کو کروڑوں طلبا کی مستقبل تباہ ہونے اور ان کے ارمانوں پر پانی پھرنے کی پروا نہیں ہے۔ راہل گاندھی نے پیپر لیک معاملے میں حکومت کی بے ضابطگیوں کے علاوہ دیگر بے پی اور آر ایس ایس کا تعلیمی اداروں پر قبضہ بتایا۔ پیپر لیک مسئلے سے نمٹنے کے لیے یا تو انتہائی سخت سے کام لیا جائے یا پھر امتحانات کے سوال نامے کو آٹومیٹک ٹائپ پیٹرن پر مشتمل ایک نمبر کے سوال کے جواب کے لیے آدھے منٹ کے حساب سے سوالات اور اصل وقت کا تعین کیا جائے۔ طلبا و طالبات کو امتحان گاہ میں اصل متن کی کتاب مہیا کرائی جائے اور امتحان ختم ہونے کے بعد اُسے واپس لے لیا جائے۔ اُمیدواروں پر اداروں اور کتاب کی مدد سے نیشنل فری ہوکر سوالات کے جوابات لکھ سکیں گے اور مکڑ متوں کی طرح اُڑ آئے کوچنگ سینٹر بدعنوانی اور تعلیمی شعبے سے مافیا رخصت ہوجائے گا۔

(مضمون نگار سکھمترسماجی اور ادبی ہیں)

jafrikanwal785@gmail.com

جائزہ

> **مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیازہ طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کررہے اُمیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے لگتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہورہے ہیں۔ لچر انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہوگیا۔**

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

محنت رائیگاں نہیں جائے گی

مکرمی!

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ کسی بھی ملک کے ناقص نظام تعلیم کا اثر اس ملک کی ترقی پر پڑتا ہے۔ ان دنوں پیپر لیک معاملہ پرنٹ، الیکٹرانک و سوشل میڈیا میں سرخیوں میں ہے۔ اپوزیشن مرکزی وزیر تعلیم کے استعفیٰ کا مطالبہ کررہا ہے۔ اس بات سے بھی انحراف ممکن نہیں کہ ہندوستان کے لوگ تعلیم کی اہمیت کو سمجھتے لگے ہیں اور وہ غریب عوام جن کے پاس وسائل کی کمی ہے، زیادہ سے زیادہ محنت مزدوری کرکے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اپنی خواہشات ہلاک کرنا ضروریات کو دباتے ہوئے وہ اپنے بچوں کو کسی اعلیٰ مقام پر دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ وہیں آج کل کے بچے بھی حساس ہوگئے ہیں اور بھی ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے تنخ الامکان کوشش کرتے ہیں کہ والدین یا سرپرستوں کو مایوس نہ کریں لیکن جب سخت محنت کرنے کے باوجود پیپر لیک کے معاملات ان کی کاوشوں پر پانی پھیر دیتے ہیں اور ان کے اندر مایوسی پیدا کردیتے ہیں، ان کے اندر یہ خیال پیدا ہونا فطری ہے کہ پیسے والوں کی ہی دنیا ہے۔ مرکزی و ریاستی حکومتوں سے گزارش ہے کہ ہندوستان کے نظام تعلیم کو تباہ ہونے سے بچانے کی سمت قدم اٹھاتے ہوئے مجرموں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور طلبا کے اندر اس احساس کو قوی کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی اور ایک دن وہ اپنی منزل پر ضرور پہنچ جائیں گے۔

ڈاکٹر حنا کوثر- شاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی-25

عوام کے بنیادی مسائل

مکرمی!

ادارتی صفحہ پر پروفیسر اختر الواسع صاحب کے مضمون ''پارلیمانی الیکشن، مسلمان اور اس کے بعد'' کے سلسلہ میں عرض ہے کہ حالیہ اختتام پذیر پارلیمانی انتخابات کی بابت یہ تجزیہ حقائق پر مبنی ہے۔ حکمراں بی جے پی نے اپنے گزشتہ دو پارلیمانی الیکشن 'مودی بھجکے' کے چلتے نام لیوا ادھیوا میں ہیں۔ نوتھیرام مندر کے نام پر جیتے اور یہی جوش وخروش قائم کرتے ہوئے اس بار 400 پار' کا نعرہ بھی دیا گیا لیکن سیاسی نظریہ سے اہم ترین اتر پردیش میں ہی بکھراں جماعت کو سب سے زیادہ سایوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اتر پردیش کے شہر ادھیوا میں بھی اس مرتبہ ا